

فلسفۂ اذانِ قبر

مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری

مرکز اہل سنت برکات رضا
امام احمد رضا روڈ،
پور بندر، گجرات

فلسفہ اذانِ قبر

تصنیف

علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ''

برکاتی، نوری

ناشر

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پوربندر۔ گجرات (انڈیا)

جملہ حقوق محفوظ

رسالہ : فلسفہ اذانِ قبر

تصنیف : علامہ عبدالستار ہمدانی برکاتی، نوری

تصحیح وتقدیم : مولانا نعمان اعظمی الازہری

کمپوزنگ : ارشد علی جیلانی، برکاتی

باراول : رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق اگست ۲۰۰۵ء

ناشر : مرکز اہل سنت برکات رضا، امام احمد رضا روڈ، پور بندر۔ گجرات

ملنے کے پتے

- البرکات گرافکس، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی
- مکتبہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی
- فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی

[قال رسول الله : ﷺ]

إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَ لَهٗ حُصَاصٌ

[أخرجه الإمام مسلم]

اِھداء

امام اہل سنت، مجدد دین وملت، مخزن علم وحکمت سیدنا امام احمد رضا قادری حنفی بریلوی کے نام...

- جن کی زبان وقلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی نصرت وحمایت کی توفیق بخشی۔
- جن کی ہر جنبش زبان وقلم شریعت مطہرہ کی تائید میں ہوئی۔

اور

- جن کی تقریباً سات دہائیوں پر مشتمل زندگی خالص خدمت دین سے عبارت ہے۔

فَجَزَاهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءَ وَ أَحْسَنَ مَثْوَاهُ ۔

(ہمدانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین پر جیسے بے شمار انسان پیدا فرمائے، ویسے ہی ان کے رنگ ونسل میں بھی جہاں قدرے اختلاف ہے، وہیں ان کی طبیعتیں بھی باہم متضاد اور مختلف ہیں۔ کوئی ان میں طبعی طور پر شریف، سنجیدہ اور منصف مزاج واقع ہوا ہے۔ جو ہمیشہ حق سننا چاہتا ہے، حق دیکھنا چاہتا ہے اور حق ہی بولنا چاہتا ہے، چاہے حالات جیسے بھی ہوں۔

رہے وہ جو فطری طور پر شر پسند ہیں، شرارت جن کا شیوہ، بے جا اختلافات جن کی عادت اور عداوت ودشمنی جن کا مشغلہ ہوتا ہے، ایسے لوگوں کی تعداد دور حاضر میں بہت زیادہ ہوگئی ہے جو چھوٹے سے چھوٹے ضمنی اور فرعی مسائل کو ہوا دے کر اتنا بڑا طوفان اٹھا دیتے ہیں کہ خدا کی پناہ!

فروعیات میں اختلاف تک ہی معاملہ ہوتا تو شاید **''فلسفہ اذان قبر''** آپ تک پہنچانے کی چنداں حاجت نہ تھی مگر دراصل فروعیات کے پس پردہ کچھ اصولی مسائل میں بھی بعض دعویداران ایمان واسلام سخت مخالفت کرتے ہیں۔ اسی بیجا تشدد

کے ردعمل میں یہ رسالہ آپ تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

اذان قبر کے سلسلے میں آج مخالفین نے اتنی شدت برتنا شروع کر دی ہے کہ بعض مقامات پر جنگ وجدال کی نوبت آن پڑتی ہے۔ لہذا اس رسالہ کے فاضل مصنف حضرت **علامہ عبد الستار ہمدانی**، نوری برکاتی (**مدظلہ العالی**) نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور مخالفین کو دنداں شکن جواب دیتے ہوئے یہ مختصر مگر جامع رسالہ تحریر فرمایا۔

اس رسالہ میں اذان قبر کے جواز بلکہ استحباب پر تین قوی دلائل پیش کر کے طوالت کے خوف سے، یا یہ کہ رسالہ خالص عوامی ہے اور عوام الناس کو مدنظر رکھ کر طویل اور گنجلک بحثوں سے احتراز فرمایا ہے۔

مجھ جیسے کم علم اور ناتجربہ کار کے لیے اس رسالے پر مقدمہ لکھنا بڑا دشوار تھا، کہ جس مسئلہ پر سیدی **اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا** قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے دلائل کا بحر بے کراں رسالہ بعنوان ''**ایذان الاجر فی اذان القبر**'' (۱۳۰۷ھ) تصنیف فرما کر امت کو اس اختلافی مسئلہ سے بچنے کے لیے بہت پہلے ہی ایک پلیٹ فارم عطا کر دیا، اس کے بعد زیر نظر رسالہ میں عام فہم زبان میں انھیں مسائل کا اعادہ و تلخیص کے بعد مزید کچھ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں، تاہم فاضل

مصنف کی تعمیل حکم میں چند سطور قلم بند کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنَ مَنَازِلِ الآخِرَةِ فَإِنْ نَجا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ أَيْسَرُ مِنْهُ وَ إِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَ شَرٌّ مِّنْهُ۔‘‘

بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے پس بندہ اگر اس سے نجات پا گیا تو اگلی منزلیں اس کے لیے آسان ہیں اور اگر اس میں (معاذ اللہ) کامیاب نہ ہوا تو اس کے بعد کی منزلیں اس کے لیے مشکل ترین ہیں۔

نیز فرمایا:

’’وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا الْقَبْرَ أَفْزَعُ مِنْهُ ۔‘‘

قبر سے زیادہ قبیح (خوفناک) منظر میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

(شعب الایمان للبیہقی، ۳۵۲/۷، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

لہذا قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ثابت قدم رکھنے کے لیے ہر

مردمومن اپنے خویش واقرباء کے سلسلے میں خواہش مند ہے، تو کیوں نہ اسے ایسا مجرب عمل بتادیا جائے جس سے اس کی مراد برآئے اوراس کے عزیزوں کی میت قبر میں ثابت قدم رہے اورشریعت مطہرہ کی خلاف ورزی بھی نہ ہو،تو وہ اذان کے کلمات ہیں جن کے ذریعہ بندۂ مومن دنیاوآخرت، دونوں جہان میں حق پرثابت قدم رہتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے :

﴿ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ آمَنُوا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الآخِرَۃِ ...﴾ (سورہ ابراہیم،آیت:۲۷)

اللہ تعالیٰ مومنین کوقول ثابت کے ذریعہ دونوں جہان میں ثابت قدم رکھتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر میں ہے:

’’مَنۡ دَاوَمَ عَلیَ الشَّھَادَۃِ فِی الۡحَیَاۃِ الدُّنۡیَا یُثَبِّتُہُ اللّٰہُ عَلَیۡھَا فِی قَبۡرِہٖ وَ یُلَقِّنُہُ إِیَّاھَا۔‘‘

کہ جوشخص دنیا میں کلمہ شہادت پرمداومت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کوقبر میں

اسی پر ثابت رکھتا ہے اور اس کی تلقین فرماتا ہے۔

(تفسیر کبیر للامام الرازی ۱۰/۱۳۰، دار الفکر بیروت، لبنان)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

'' خَيْرُ الْكَلَامِ أَرْبَعَةٌ ، لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ ''

(کنز العمال ۲۰۰۲، ابن النجار عن ابی ہریرہ)

بہترین کلام چار ہیں ، ان میں سے جس سے بھی تو شروع کرے کوئی نقصان نہیں، وہ یہ ہیں'' سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ أَكْبَرُ ۔ ''

غور فرمایئے ! اذان کے کلمات میں کلمہ شہادت اور بہترین چار باتیں جو حدیث میں مذکور ہیں، وہ سب موجود ہیں، اور بے شمار حدیثوں میں فرمایا گیا کہ یہ دعا بھی ہے اور حدیث ہی کا مفاد ہے کہ دعا مصیبت کو دور کرتی ہے، لہذا اگر صاحب قبر پر مصیبت کا وقت ہو اور ایسی صورت میں قبر پر اذان دی جائے اور وہ اذان مقومات

شرعیہ سے متصادم نہ ہوتو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ امر مستحب ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ ایسا کرنا اگر چہ امر مستحسن ہے مگر بہر حال بدعت ہے۔اور احادیث کریمہ میں بدعت کی مذمت آئی ہے۔

جی ہاں ! مگر بدعت کی مذمت عام نہیں ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت کردہ حدیث جو بخاری شریف میں موجود ہے :

’’مَنْ أَحْدَثَ فِی أَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

یعنی جس نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

اور انھیں سے مسلم شریف میں یوں ہے :

’’مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ أَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ۔‘‘

یعنی جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا کوئی حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔

غور فرمایئے ! یہ دونوں حدیثیں حتمی لفظوں میں صراحت کرتی ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ کوئی حدیث پاک جب مطلق حکم ثابت کرے پھر وہی حدیث مقید ہو جائے تو قاعدہ ہے کہ مطلق کو مقید کرنا واجب ہوگا۔

لہذا حدیث کا صریح مفہوم یہ ہوا کہ جونئی بات پیدا ہوا اور اس پر ہماری کوئی دلیل موجود ہے تو وہ مقبول ہے۔

بقیہ بدعت کے تعلق سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے کتاب کے اوراق الٹئے فاضل مصنف نے بڑے اچھے انداز اور سلیس زبان میں نقشہ کے ساتھ بدعت کی جو تفصیل پیش کی ہے اس سے مسئلہ بالکل واضح ہو جائے گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل اس رسالہ کو عوام وخواص کے لیے نافع بنائے اور اس کے مصنف کو اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں خدمت دین کی مزید توفیق بخشے۔ آمین

و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

نیازمند

نعمان اعظمی

خادم مرکز اہل سنت برکات رضا

(رجب المرجب ۱۴۲۶ھ)

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ۔

آغازِ سخن

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اذان دینا ملت اسلامیہ میں رائج اور مشروع ہے۔لیکن دور حاضر میں یہ مسئلہ منافقین زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے عوام الناس میں ایسا الجھا ہوا ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ میں کئی مقامات پر شدید اختلافات رونما ہوتے ہیں بلکہ کہیں کہیں تو جبر وظلم اور مار پیٹ تک نوبت پہنچتی ہے۔ منافقین زمانہ دفن میت کے بعد قبر پر اذان دینے کو سختی سے روکتے ہیں بلکہ تشدد کا مظاہرہ کرتے ہیں۔لہذا قارئین کرام کی آسانی اور فتنہ وفساد سے بچنے کے لیے اس مسئلہ کو عام فہم، سلیس زبان میں شرعی دلائل کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ:

دفن کے بعد قبر پر اذان دینا یقیناً جائز ہے۔اس کے منع ہونے کی شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل نہیں اور جس کام سے شریعت نے منع نہ فرمایا ہو، وہ کام ہرگز منع

نہیں۔صرف یہی دلیل اس اذان کو جائز کہنے والوں کے لیے کافی ہے۔البتہ جولوگ منع کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ شرعی دلیلوں سے اپنا دعوی ثابت کریں۔

(حوالہ:إیذان الأجر فی أذان القبر،مطبوعہ،یونائیٹڈ انڈیا پریس،لکھنؤ،بارہفتم،ص۲)

دلیل نمبر 1

صحیح احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان دھوکہ دینے اور بہکانے کے لیے قبر میں پہنچتا ہے۔حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

حدیث

امام ترمذی اپنی کتاب ''نوادر الاصول'' میں امام اجل حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

'' إذَا سُئِلَ الْمَيِّتُ مَنْ رَبُّكَ تَرَاءَىٰ لَهُ الشَّيْطَانُ فِي صُورَةٍ يُشِيرُ إلىٰ نَفْسِهٖ أَيْ أَنَا رَبُّكَ، فَلِهٰذَا وَرَدَ سُؤَالُ التَّثْبِيتِ لَهٗ حِينَ يُسْئَلُ۔ ''

ترجمہ

''جب مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اس پر ظاہر

ہوتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے۔یعنی میں تیرا رب ہوں۔اس لیے حکم آیا کہ میت کے لیے جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کریں۔''

(حوالہ: نوادر الأصول فی معرفة أحادیث الرسول ،مطبوعہ دار صادر، بیروت،ص۳۲۳)

■ امام ترمذی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں :

'' وَ یُؤَیِّدُہٗ مِنَ الأَخْبَارِ قَوْلُ النَّبِی ﷺ عِنْدَ دَفْنِ الْمَیِّتِ اللّٰھُمَّ أَجِرْہُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَلَوْ لَمْ یَکُنْ لِلشَّیْطَانِ ھُنَاکَ سَبِیْلٌ مَا کَانَ لِیَدْعُو لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِأَنْ یُجِیْرَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ۔''

ترجمہ

''قبر میں بہکانے کے لیے شیطان آتا ہے،اس کی تائید ان حدیثوں سے ہوتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے کہ الٰہی !اسے شیطان سے بچا،اگر وہاں شیطان کا کچھ بھی دخل نہ ہوتا،تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میت کے لیے شیطان کے مکر سے حفاظت کی دعا کیوں کر فرماتے؟''

(حوالہ:ایضاً)

ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت شیطان قبر میں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب دینے میں بہکاتا ہے۔ یہ وہ نازک مرحلہ ہوتا ہے کہ اس وقت میت کا جواب میں ثابت قدم رہنا ضروری بلکہ اشد ضروری ہے۔ میت کو ثابت قدم رکھنے کے لیے احادیث کریمہ میں حکم آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! اسے شیطان سے محفوظ رکھ۔ شیطان سے محفوظ رہنے کے لیے شیطان کو بھگانا بھی ضروری ہے۔ اگر شیطان بھاگ گیا، تو اب بہکانا غیر ممکن ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شیطان کو کس طرح بھگائیں؟ شیطان کو بھگانے کی تدبیر بھی ہمارے رحیم وکریم آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی ہے۔

صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف میں جلیل القدر صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

حدیث

'' إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَ لَهٗ حُصَاصٌ ۔''

ترجمہ

''جب موذن اذان کہتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر گوز زناں (پاد مارتا ہوا) بھاگتا ہے۔''

(حوالہ: الصحیح لمسلم ، باب فضل الأذان و ھرب الشیطان ،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی، جلد ا، ص ۱۶۷)

حدیث

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان چھتیس ۳۶ رمیل تک بھاگ جاتا ہے۔

(حوالہ: ایضاً)

حدیث

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی (المتوفی ۳۶۰ھ) اپنی کتاب ''المعجم الاوسط'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حدیث میں حکم آیا ہے کہ جب شیطان کا کھٹکا ہو، فوراً اذان کہو کہ وہ دفع

ہو جائے گا۔'' (بحوالہ: فتاوی رضویہ (مترجم) جلد ۵،ص ۶۵۵)

یہاں تک کی گفتگو سے ثابت ہوا کہ منکر نکیر کے سوالات کے وقت قبر میں شیطان مداخلت کرتا ہے اور جواب دینے میں میت کو بہکاتا ہے اور حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور شیطان کو دفع کرنے کے لیے اذان کہنے کا حکم حدیث شریف میں وارد ہے۔لہذا اپنے مسلمان بھائی کو قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے صحیح جواب دینے میں ثابت قدم رکھنے،شیطان کے بہکاوے اور کھٹکے سے محفوظ و مامون ، نیز اس کو دور بھگانے کے لیے اذان کہی جاتی ہے اور یہ اذان حدیثوں سے اخذ کی ہوئی ہے بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عین ارشاد کے مطابق ہے اور اس میں اپنے مرحوم مسلمان بھائی کی عمدہ امداد اور اعانت بھی ہے۔

دلیل نمبر 2

حدیث

امام احمد، امام طبرانی اور امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں :

''لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَ سُوِّیَ عَلَیْهِ فَسَبَّحَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ

سَبَّحَ النَّاسُ مَعَهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ وَ كَبَّرَ النَّاسُ ثُمَّ قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ : لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔''

ترجمہ

''جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور ان کی قبر درست کر دی گئی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیر تک سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتے رہے۔ پھر حضور اقدس اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے رہے۔ پھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اس سے دور فرما کر قبر کشادہ فرما دی۔''

(حوالہ: مسند الإمام أحمد بن حنبل ، مطبوعہ، دارالفکر، بیروت، جلد۳، ص۳۶۰ اور ۳۷۷)

شرح حدیث

اس حدیث کی شرح میں علامہ امام شرف الدین حسن بن محمد طیبی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں :

" أیْ مَا زِلْتُ أکَبِّرُ وَ تُکَبِّرُوْنَ وَ أسَبِّحُ وَ تُسَبِّحُوْنَ حَتَّی فَرَّجَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔"

ترجمہ

"حدیث کے معنی یہ ہیں کہ میں اور تم برابر (مسلسل) اَللّٰہُ أکْبَرُ، اَللّٰہُ أکْبَرُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی سے انھیں نجات بخشی۔"

(حوالہ: مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ، الفصل الثالث من إثبات عذاب القبر ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان، جلد۱، ص۲۱۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لیے دفن کے بعد قبر پر اَللّٰہُ أکْبَرُ ، اَللّٰہُ أکْبَرُ بار بار فرمایا اور یہی مبارک الفاظ اذان میں چھ ۶ / مرتبہ ہیں۔ تو دفن کے بعد قبر پر اَللّٰہُ أکْبَرُ ، اَللّٰہُ

أَكْبَرُ کہنا عین سنت نبوی ہوا۔ رہا سوال یہ کہ اذان میں صرف اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ہی نہیں بلکہ دیگر زائد کلمات طیبہ بھی ہیں۔ حدیث شریف کا پھر ایک مرتبہ بغور مطالعہ فرمائیں، تو معلوم ہوگا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر صرف اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ ہی نہیں فرمایا بلکہ اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ بھی فرمایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میت کی آسانی کے لیے قبر پر تکبیر اور تسبیح یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی۔ آپ للہ انصاف فرمایئے! کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے یا نہیں؟ اور یہ حمد وثنا بھی ہم حدیث نبوی کی متابعت میں ہی کرتے ہیں۔

اذان میں جو دیگر زائد کلمات ہیں، وہ تمام اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر پر ہی مبنی ہیں۔ اور ان زائد کلمات سے معاذ اللہ کچھ نقصان نہیں، بلکہ یہ زائد کلمات زیادہ فائدہ مند اور مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ قبر پر اذان دینے کا مقصد صرف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رحمت الٰہی کا نزول ہو اور اس کی برکت سے میت پر قبر میں آسانی ہو۔

ہمارے لیے قبر پر بعد دفن اذان دینے کے لیے مندرجہ بالا حدیث شریف ہی ثبوت کے لیے کافی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد بن معاذ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر دیر تک اَللّٰہُ أَکْبَرُ ،اَللّٰہُ أَکْبَرُ فرماتے رہے اور ہم بھی اپنے مردوں کو دفن کر کے انھیں کلمات اَللّٰہُ أَکْبَرُ، اَللّٰہُ أَکْبَرُ کو بصورت اذان ادا کرتے ہیں۔اس تکبیر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصد ذکر خدا کے ذریعہ نزول رحمت و برکت کر کے میت پر آسانی پیدا کرنا تھا اور اذان دینے میں وہی کلمات دہرا کر ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔

شاید اب بھی کوئی منع کرنے والا یہ رونا روئے کہ اذان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے علاوہ جو دیگر کلمات ہیں، ان کا کیا مطلب؟ جواباً عرض ہے کہ آپ مسائل حج سے اگر واقف ہیں، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں ''تلبیہ'' کے کون سے الفاظ وارد ہیں؟ اگر نہیں معلوم ہے تو ہم وہ حدیث پیش کیے دیتے ہیں:

حدیث

''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَبَّيْكَ ، اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔''

ترجمہ

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے تلبیہ میں یہ الفاظ کہے لَبَّیْكَ ، اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ، إنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ ''

حوالہ :

(۱) الصحیح لمسلم ، باب التلبیة و صفتها ،جلد ا،ص ۳۷۵

(۲) الجامع لابی داؤد ، باب کیف التلبیة ،جلد ا،ص ۲۵۲

(۳) الجامع للترمذی ، باب ما جاء فی التلبیة ،جلد ا،ص ۱۰۲

(۴) السنن للنسائی ، کیف التلبیة ،جلد ۲،ص ۱۳

(۵) السنن لابن ماجه ، باب التلبیة ،جلد ۲،ص ۲۰۹

(۶) المسند لأحمد بن حنبل ،جلد ا،ص ۳۰۲

حدیث شریف میں تلبیہ کے وہی الفاظ وارد ہیں، جو مندرجہ بالا حدیث میں مذکور ہیں لیکن اجلہ صحابہ عظام مثلا : امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم ● حضرت عبداللہ بن عمر ● حضرت عبداللہ بن مسعود ● حضرت امام حسن مجتبیٰ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تلبیہ کے الفاظ میں دیگر الفاظ ملانے کو روا رکھتے ہیں اور ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر ملت اسلامیہ کے عظیم الشان ائمہ کرام اور فقہائے عظام نے بھی تلبیہ میں زیادتی الفاظ کو روا رکھنا اختیار فرمایا ہے۔

فقہ کی مشہور و معروف کتاب ''ہدایہ'' میں ہے:

''لَا يَنْبَغِي أَنْ يُخِلَّ بِشَيْءٍ مِنْ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ لِأَنَّهُ هُوَ الْمَنْقُوْلُ فَلَا يُنْقِصُ عَنْهُ وَ لَوْ زَادَ فِيْهَا جَازَ لِأَنَّ الْمَقْصُوْدَ الثَّنَاءُ وَ إِظْهَارُ الْعُبُوْدِيَّةِ فَلَا يُمْنَعُ مِنَ الزِّيَادَةِ عَلَيْهِ۔''

ترجمہ

''ان کلمات میں کمی نہ کرنی چاہیئے کہ یہی کلمات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ تو ان کلمات میں سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندگی کا اظہار کرنا ہے تو کلمات (الفاظ) زیادہ کرنے کی ممانعت نہیں۔''

(حوالہ: الهداية ، باب الإحرام ، مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی، جلد ۱، ص ۳۱۷)

قبر پر بعد دفن اذان دینے سے منع کرنے والے حضرات سوچیں کہ قبر پر اذان دینے والے آخر کرتے کیا ہیں؟ اپنے مسلمان میت کی آسانی کے لیے اللہ کا ذکر ہی تو کرتے ہیں۔ کوئی ناچ گانا یا فلمی ترانہ یا گالی گلوج تو بکتے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی

حمد وثنا، اس کی کبریائی اور وحدانیت کا بیان، اس کے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت، اور اپنی بندگی کا اقرار ہی تو کرتے ہیں۔ ان موذن کی زبان سے وہی الفاظ نکلتے ہیں جن کے کہنے اور سننے والے دونوں پر اجر وثواب مرتب ہوتا ہے پھر انھیں اس کار خیر سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ارے معاملہ صرف اذان سے باز رکھنے تک ہی منحصر نہیں بلکہ ظلم وتشدد کا یہ عالم ہے کہ قبر پر اذان دینے کے معاملہ کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ مار پیٹ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دلیل نمبر 3

حدیثوں سے ثابت ہے اور کتب فقہ میں بھی یہی حکم لکھا ہوا ہے کہ میت کے پاس نزع یعنی سکرات کی حالت میں کلمہ طیبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پڑھا جائے۔ تا کہ اسے سن کر مرنے والے کو کلمہ شریف یاد آجائے اور وہ دنیا سے جاتے وقت کلمہ شریف پڑھ لے تا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور اس کا آخری کلمہ، کلمہ طیبہ ہو۔

حدیث

حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

''لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔''

ترجمہ

اپنے مرنے والوں کو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ۔

(حوالہ:سنن أبی داؤد ، باب فی التلقین ،جلد۲،ص۸۸)

جو شخص جاں کنی کی حالت میں ہے، وہ ابھی زندہ ہے لیکن ایسا مجبور ہوتا ہے کہ مثل مردہ اس کی حالت ہوتی ہے اور وہ مجازاً مردہ ہے۔ اسے کلمہ اسلام سکھانے کی حاجت اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسے کلمہ یاد آجائے اور اس کا خاتمہ اسی کلمہ پاک پر ہو اور وہ شیطان لعین کے بہکاوے اور بہلاوے میں نہ آئے۔

جو دفن ہو چکا ہے، وہ حقیقۃً مردہ ہے اسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت ہے کہ بعون اللہ تعالیٰ جواب یاد ہوجائے اور شیطان کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تین مرتبہ ہے۔

بلکہ!

اذان کے کلمات منکر نکیر کے سوالات کے جوابات سکھاتے ہیں:

منکر نکیر کے تین سوال ہیں :

(۱) مَنْ رَبُّكَ ؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟

(۲) مَا دِيْنُكَ ؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟

(۳) مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِی هٰذَا الرَّجُلِ ؟ یعنی تو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟

اب آیئے ! دیکھیں کہ منکر نکیر کے مذکورہ تین سوالات کے جوابات اذان سے کس طرح معلوم ہوں گے؟

(۱) اذان کی ابتداء میں : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ چار مرتبہ۔

- اذان کے درمیان : اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اللّٰهُ أَكْبَرُ دو مرتبہ۔
- اذان کے درمیان : أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دو مرتبہ ہے.

یہ تمام کلمات منکر نکیر کے پہلے سوال تیرا رب کون ہے؟ کا جواب سکھائیں گے کہ ان کے سنتے ہی یاد آئے گا کہ میرا رب اللہ ہے۔

(۲) اذان کے درمیان میں : حَیَّ عَلَی الصَّلاَۃِ دومرتبہ اور

حَیَّ عَلَی الْفَلاَح دومرتبہ ہے۔

یہ کلمات منکر نکیر کے دوسرے سوال تیرا دین کیا ہے؟ کا جواب تعلیم کریں گے کہ میرا دین وہ تھا، جس کا نماز رکن اور ستون ہے۔ الصَّلاۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ یعنی نماز دین کا ستون ہے۔ یعنی میرا دین اسلام ہے۔ جس میں نماز پڑھنی فرض ہے۔

(۳) اذان کے درمیان میں أَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰہِ دومرتبہ ہے۔

یہ کلمات اسے منکر نکیر کے تیسرے سوال کا جواب سکھائیں گے کہ میں انھیں اللہ تعالیٰ کا رسول جانتا تھا۔

المختصر! دفن کے بعد قبر پر اذان دینا عین ارشاد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل ہے ۔ یہاں تک ہم نے صرف تین دلیلیں پیش کی ہیں، جن کے مطالعہ سے قارئین کرام پر صاف ظاہر ہوگیا ہوگا کہ دفن کے بعد قبر پر اذان دینا جائز بلکہ مستحب ہے۔ اس مسئلہ کی جن صاحب کو تفصیلی معلومات درکار ہو، وہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ایذان الاجر فی اذان القبر (سن تصنیف ۱۳۰۷ھ) کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کتاب میں آپ نے

پندرہ ۱۵/ دلائل قاہرہ سے اذان قبر کا جواز ثابت کیا ہے۔

اذان قبر پر جاہلانہ اعتراض اور اس کا علمی جواب :

اذان قبر کے منکر بعض جہال یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کا اعلان کرنے اور اس کی اطلاع کے لیے ہوتی ہے یہاں کون سی نماز ہوگی۔ جس کے لیے اذان کہی جاتی ہے؟

یہ اعتراض سراسر جہالت پر مبنی ہے۔ ان کی جہالت انھیں کو زیب دیتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں نماز کے علاوہ کئی موقعوں پر اذان دینا مستحب فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: احادیث کریمہ میں ہے کہ :

- جب شیطان کا کھٹکا ہو، تب اذان کہو، وہ دفع ہو جائے گا۔ (طبرانی، المعجم الأوسط)
- جب آگ دیکھو، اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو، وہ آگ بجھ جائے گی۔ (مرقاة المفاتیح)
- جب کسی بستی میں اذان دی جائے، تو اللہ تعالیٰ اس دن اس بستی کو اپنے عذاب سے امن دیتا ہے۔ (طبرانی، المعجم الکبیر، جلد ا، ص

۲۵۷)

- جب حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام جنت سے زمین (ہندوستان) میں اترے، انھیں گھبراہٹ ہوئی تو حضرت جبریل نے اتر کر اذان دی۔ (حلیۃ الأولیاء، جلد۲،ص۱۰۷)
- ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین ، مولائے کائنات، حضرت سیدنا علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غمگین دیکھا، ارشاد فرمایا: اے علی! میں تمھیں غمگین پاتا ہوں، اپنے گھر والوں میں سے کسی سے کہو کہ وہ تمھارے کان میں اذان کہے۔ اذان غم اور پریشانی کو دفع کرتی ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد۲،ص۱۴۹)
- حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ولادت ہوئی، تب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی۔

(ترمذی اور ابوداوٗد)

اسی لیے آج ہر مسلمان کے گھر میں پیدا ہونے والے بچہ کے کان میں اذان دینے کا دستور و رواج ملت اسلامیہ میں شرق سے لے کر غرب تک اور شمال سے لے کر

جنوب تک عام ہے۔

مندرجہ تمام مقامات و مواقع میں اذان کے بعد کوئی نماز نہیں ہے بلکہ ایک قاعدہ یاد رکھیں کہ اذان دینے سے نماز پڑھنا واجب یا فرض نہیں ہوجاتا۔ بلکہ نماز سے پہلے عام طور سے پانچوں وقت مسجد میں جو اذان دی جاتی ہے، وہ سنت موکدہ ہے اور یہ سنت موکدہ بھی جماعت قائم کرنے کے لیے ہے۔ اگر مسجد کے علاوہ کسی ایسے مکان میں جماعت قائم کی جائے جہاں محلّہ کی مسجد کی اذان کی آواز پہنچتی ہے۔ تو اب جماعت قائم کرنے کے لیے اذان کہنا وہاں بھی سنت موکدہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔

المختصر! ہر اذان کے بعد نماز نہیں اور اذان دینا کبھی کبھی حصول برکت اور دفع ضرر کے لیے بھی ہوتا ہے اور قبر پر دی جانے والی اذان اسی پر محمول کی جائے۔

اس جواب پر منکرین کا مضحکہ خیز اعتراض :

ابھی ہم نے چند ایسی اذانوں کا ذکر کیا، جن کے بعد نماز نہیں، مگر منکرین ان تمام اذانوں کو فراموش کر کے صرف بچے کے کان میں دی جانے والی اذان بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ نومولود یعنی تازہ پیدا شدہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کے بعد تو نماز ہے۔ اور وہ نماز بعد موت ہوتی ہے۔ یعنی نماز جنازہ۔ لیکن یہ اذان جو

دفن کے بعد قبر پر دی جاتی ہے، اس کی نماز کون سی ہے؟

سب سے پہلی بات یہ کہ بچے کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان بتانا خالص جہالت ہے۔ کسی کے مرنے سے سالہا سال پہلے اس کی ولادت کے وقت کان میں دی گئی اذان کو اس کی نماز جنازہ کی اذان بتانا نری جہالت ہی ہے۔ بچے کی پیدائش کے فوراً بعد اس کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے وہ اذان شیطان کے ضرر اور شر سے محفوظ کرنے کے لیے دی جاتی ہے۔

مگر! پھر بھی میدان دلیل میں آ کر منکرین کا یہ کہنا کہ بچہ کے کان میں دی جانے والی اذان، نماز جنازہ کی اذان ہے۔ اس ضعیف اور لاغر مریض دلیل کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے۔

جواب اعتراض :

اگر منکرین بچہ کے کان میں دی جانے والی اذان کو نماز جنازہ کی اذان مانتے ہیں، تو نماز جنازہ صرف قیام یعنی کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے اور اس نماز میں رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ نہیں۔ صرف قیام ہے اور قیام نماز کے تمام افعال (کاموں) میں ادنیٰ فعل ہے۔ سب سے افضل فعلِ نماز سجدہ ہے حدیث شریف میں حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ

حدیث

''بندہ کو خدا سے سب سے زیادہ قرب حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے۔''

(مسلم شریف)

نماز کا سب سے اعلیٰ فعل یعنی سجدہ نماز جنازہ میں نہیں۔صرف ادنیٰ فعل یعنی قیام (کھڑے ہونا) سے ہی جنازہ کی نماز ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ نماز مقبول ہے۔اور درست ہو جاتی ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے کان میں جو اذان دی جاتی ہے اس اذان کو نماز جنازہ کی اذان اگر مان بھی لیں تو یہ کہنا ہوگا کہ اس اذان کے بعد صرف ادنی افعال نماز یعنی قیام سے نماز ادا کی جاتی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ دفن کے بعد قبر پر دی جانے والی اذان کے بعد اب کون سی نماز ادا کی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ :

■ قرآن مجید پارہ ۲۹، سورۂ قلم، آیت نمبر ۴۲ میں ہے :

﴿ يَـوْمَ يُـكْشَفُ عَـنْ سَـاقٍ وَّ يُـدْعَـوْنَ إِلَـى السُّـجُـوْدِ فَلاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴾

ترجمہ

''جس دن ایک ساق کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے، تو نہ کرسکیں گے۔'' (کنزالایمان)

تفسیر

اس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین، رئیس المجتہدین، حضرت علامہ امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال السیوطی (المتوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

'' هُـوَ عِبَـارَةٌ عَـنْ شِدَّ ةِ الأَمْـرِ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ لِلْحِسَـابِ وَ الْجَزَاءِ۔''

ترجمہ

''قیامت کے دن کی سختی حساب اور جزاء کے معاملے میں۔''

(حوالہ: تفسیر جلالین شریف، مطبوعہ، بیروت، ص ۵۶۵)

یعنی جب کشف ساق ہوگا یعنی قیامت کے دن حساب اور جزا کے معاملہ میں سختی پیش آئے گی، اس دن بھی کفار اور منافقین سجدہ نہ کریں گے یعنی ان کو بلایا جائے گا لیکن وہ اپنے کفر اور نفاق کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکیں گے۔

لیکن !

الحمدللہ! صحیح العقیدہ مومنین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوں گے، بعد دفن قبر پر دی جانے والی اذان اس نماز کی اذان ہے۔ حالاں کہ یہ نماز کا **فعل سجدہ** نماز جنازہ کے **فعل قیام** سے **افضل** ہے۔ منکرین کے اعتراض کا جواب قرآن سے مل گیا کہ بعد دفن قبر پر دی جانے والی اذان روزِ محشر ہونے والی نماز کی اذان ہے۔

لہذا بروزِ محشر جو لوگ نماز (سجدہ) ادا کریں گے، وہ بعد دفن قبر پر اذان دیتے ہیں اور منافقین کشف ساق کے وقت یعنی روزِ محشر سجدہ ادا نہ کرسکیں گے، وہ قبر پر اذان نہیں دیتے بلکہ انکار کرتے ہیں اور سختی سے منع کرتے ہیں کیونکہ قیامت کے دن جب ان سے سجدہ ہی نہ ہوسکے گا، تو پھر اس نماز کے لیے دفن کے بعد قبر پر کیوں اذان دیں؟۔

ایک مزید اعتراض اور اس کا جواب :

بعد دفن قبر پر اذان دینے کے منکر اور اس اذان کو سبب بنا کر جھگڑا فساد برپا کرنے والے منافقین زمانہ ایک بے تکی دلیل یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ قبر پر اذان دینے کا حکم قرآن میں کہاں ہے؟ قرآن مجید کی کون سی آیت میں لکھا ہوا ہے کہ میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دو۔

اس کا جواب بہت آسان ہے۔ جب تم کسی چیز کے جواز کا ثبوت قرآن سے طلب کرتے ہو، تو انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ ممانعت کا ثبوت بھی قرآن سے پیش کرنا تمھارے ذمہ ہے۔ لہذا اب ہم ان منافقین زمانہ سے سوال کرتے ہیں کہ بعد دفن قبر پر اذان دینے کی قرآن میں کہاں ممانعت ہے؟ بلکہ قرآن مجید کی کس آیت میں یہ ارشاد ہے کہ **"میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان مت دو۔"**

مزید برآں، ہم منافقین زمانہ سے ایک اہم بات یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ہر مسئلہ اور ہر فعل کا ثبوت اگر قرآن ہی سے طلب کرتے ہیں اور جس چیز کا ظاہری ثبوت قرآن سے نہیں پیش کیا جا سکتا ہے، اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس کو سختی سے روکتے ہو، تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ :

☆ پانچوں وقت کی نماز کی رکعات کی تعداد کیا ہے؟

ہر مسلمان جانتا ہے کہ :

☆ فجر میں چار رکعات ہیں (۲ سنت موکدہ +۲ فرض =۴)

☆ ظہر میں بارہ رکعات ہیں (۴ سنت +۴ فرض +۲ سنت +۲ نفل =۱۲)

☆ عصر میں آٹھ رکعات ہیں (۴ سنت غیر موکدہ +۴ فرض = ۸)

☆ مغرب میں سات رکعات ہیں (۳ فرض +۲ سنت +۲ نفل = ۷)

☆ عشاء میں سترہ رکعات ہیں (۴ سنت غیر موکدہ +۴ فرض +۲ سنت +۲ نفل +۳ وتر +۲ نفل = ۱۷)

اب آپ قرآن سے ان رکعات کا ثبوت پیش کریں۔ قرآن مجید کی وہ کون سی آیات ہیں جن میں یہ ارشاد ہے کہ :

❁ اے ایمان والو! فجر میں چار رکعات پڑھو۔

❁ اے ایمان والو! ظہر میں بارہ رکعات پڑھو۔

❁ اے ایمان والو! عصر میں آٹھ رکعات پڑھو۔

- ❁ اے ایمان والو! مغرب میں سات رکعات پڑھو۔
- ❁ اے ایمان والو! عشاء میں سترہ رکعات پڑھو۔

ارے حد تو یہ ہے کہ رکوع اور سجود کی تسبیحات کی تشریح و دلیل بھی آپ قرآن کی آیات سے نہیں پیش کر سکتے۔

- ■ رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں۔
- ■ سجدہ میں سبحان ربی الاعلی پڑھتے ہیں۔

اب بتایئے! قرآن مجید کی کون سی آیات میں یہ حکم لکھا ہوا ہے کہ :

- ❁ اے نماز پڑھنے والو! رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھو۔
- ❁ اے نماز پڑھنے والو! سجدہ میں سبحان ربی الاعلی پڑھو۔

بعد دفن قبر پر اذان دینے کے ثبوت میں اگر قرآن مجید کی آیت سے دلیل کا اصرار اور مطالبہ ہے، تو پھر پانچوں وقت کی نماز کی رکعات اور رکوع و سجود کی تسبیحات کے لیے قرآن مجید کی آیت سے دلیل کیوں نہیں طلب کرتے؟ آدمی ایک مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی مرتبہ مرتا ہے اور صرف ایک مرتبہ ہی دفن ہونے کی وجہ سے صرف ایک مرتبہ ہی اس کی قبر پر اذان دی جاتی ہے۔ اس ایک مرتبہ والے کام پر منافقین

زمانہ نے ایسا واویلا مچا رکھا ہے کہ قبرستان ہی میں مار پیٹ اور جھگڑا کر کے بیچارے مردوں کو بھی چین سے نہیں سونے دیتے اور خود روزانہ پانچ وقت کی کل ۴۸ / اڑتالیس رکعات کے چھیانوے سجدوں میں ۲۸۸ مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْأَعْلیٰ (ایک سجدے میں تین مرتبہ کے حساب سے پڑھتے ہیں) اور اس پڑھنے کی ان کے پاس قرآن سے کوئی دلیل نہیں۔

جو کام آدمی کی زندگی میں صرف ایک مرتبہ کیا جاتا ہے یعنی دفن کے بعد قبر پر اذان ، اس کے لیے اتنا شور شرابا اور قرآن سے ثبوت مانگا جائے اور جو کام خود روزانہ ۲۸۸ مرتبہ کریں اس کے لیے کوئی دلیل قرآن کی حاجت نہ سمجھنا کہاں کا انصاف ہے؟

منافقین کا آخری حربہ! اور وہ بھی ناکام :

منافقین زمانہ قبر کے پاس دفن کے بعد دی جانے والی اذن کی ممانعت میں دلیل دینے سے جب عاجز آجاتے ہیں ، تو وہ اپنی پرانی عادت کے مطابق بدعت کا رونا روتے ہیں کہ یہ اذان بدعت ہے ۔ اپنے زعم باطل کی بناء پر اس اذان کو بدعت کہنے کے بعد ایک حدیث کی رٹ لگاتے ہیں '' **کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ کُلُّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارَ** '' یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں ہے۔

ان منافقین سے یہ پوچھو کہ جناب ! آپ پہلے یہ بتائیں کہ بدعت کی کتنی قسمیں ہیں؟ تو بوکھلا جائیں گے اور بوکھلاہٹ میں کہیں گے کہ ارے بدعت کی بھی کبھی اقسام ہوتی ہیں؟ حدیث میں جب بدعت کو گمراہی فرمادیا گیا ہے،تو اب بدعت گمراہی ہی ہے۔ بدعت جس قسم سے بھی ہو، حدیث شریف کے ارشاد سے ہر بدعت گمراہی ہی ہے۔

منافقین زمانہ کے اس قول کاذب کا جواب دیتے ہوئے یہ بتانا ہے کہ بدعت کے کئی اقسام ہیں۔مثلا :

(۱)بدعت اعتقادی (۲)بدعت عملی

(۳)بدعت حسنہ (۴)بدعت سیئہ

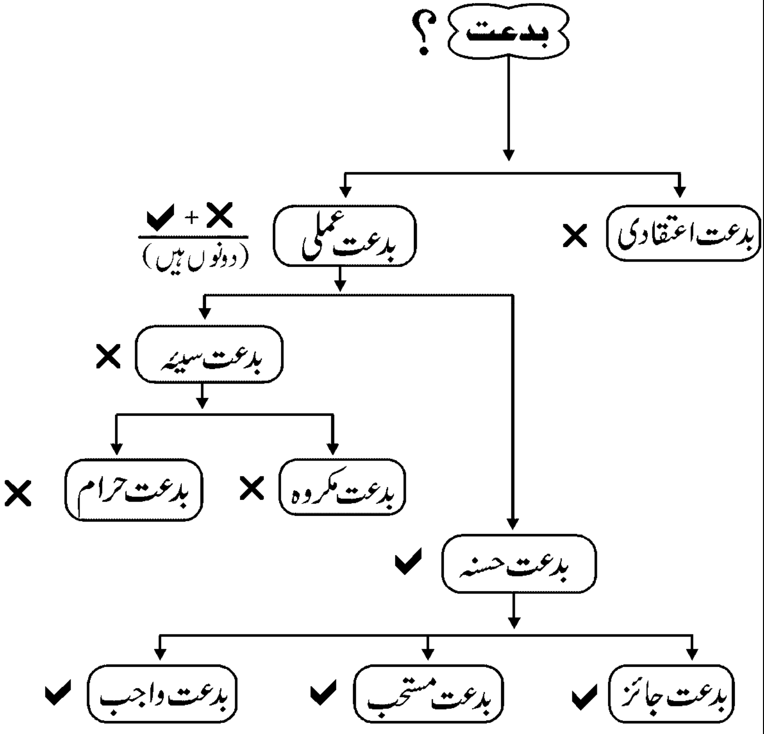
(۵)بدعت جائز (۶)بدعت مستحب

(۷)بدعت واجب (۸)بدعت مکروہ

(۹)بدعت حرام۔

مندرجہ بالا اقسام میں کچھ بدعات ممنوع ہیں اور کچھ بدعات جائز، بلکہ ان کا کرنا ضروری ہے۔ قارئین کرام کی سہولت کے لیے ذیل میں ہم بدعات کا نقشہ ارقام کرتے ہیں ۔

ایک ہی نظر میں بدعت کے اقسام سمجھنے کا نقشہ



نوٹ: ✔ اس نشانی والی بدعت جائز ہے۔

✗ اس نشانی والی بدعت منع ہے۔

ان تمام اقسام کی تفصیلی وضاحت یہاں ممکن نہیں صرف آپ اقسام بدعات کے سامنے دیئے گئے نشان سے سمجھ لیں کہ

بدعت کی جس قسم کے سامنے یہ (✓) نشان ہے وہ جائز ہے۔

بدعت کی جس قسم کے سامنے یہ (✗) نشان ہے، وہ ناجائز اور منع ہے۔

بدعت واجب :

بدعت کی صرف ایک قسم پر اختصار کے ساتھ گفتگو کرنا یہاں ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ ہے بدعت واجب۔ شاید منافقین زمانہ کو یہ نام سنتے ہی چکر آجائے اور ان پر غشی طاری ہوجائے ۔ کیونکہ بدعت اور واجب یہ دونوں منافقین زمانہ کے لیے متضاد ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ بدعت بھی کبھی واجب ہوتی ہے۔

عام طور پر قرآن مجید کا جو نسخہ پوری دنیا میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں چھپتا ہے۔اس میں اعراب ہوتا ہے یعنی ہر لفظ پر زیر، زبر، پیش وغیرہ کی علامت ہوتی ہے اگر قرآن مجید میں اعراب نہ چھاپے جائیں اور بغیر اعراب کے صرف حروف والا ہی قرآن مجید شائع کیا جائے تو شاید ہی کوئی اسے صحیح پڑھ سکے بلکہ اچھے اچھے مولوی حضرات بھی قرآن مجید کو صحیح نہ پڑھ سکیں گے۔نتیجتاً ایسی فاش غلطیاں ہوں گی کہ جس کی وجہ سے فساد معنی ہوں گے اور وہ فساد معنی یعنی مطلب کا بدل جانا کبھی کبھی کفر کی حد

تک پہنچ جائیں گے مثلاً قرآن مجید، پارہ ۱۶، سورۂ طٰہٰ، آیت نمبر ۱۲۱ میں ہے۔

﴿ وَ عَصٰی آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰیٰ ﴾

یعنی آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (کنزالایمان)

اگر اس آیت پر اعراب نہ ہوں اور کوئی اس آیت کو معاذ اللہ اس طرح پڑھے'' وَ عَصٰی آدَمَ رَبُّهٗ فَغَوٰیٰ '' تو اس کے معنی معاذ اللہ یہ ہوں گے کہ آدم کے حکم میں اس کے رب سے لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔

اسی طرح سورۂ فاتحہ میں ﴿ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ یعنی جن پر تو نے احسان کیا۔ اس آیت کو اگر کوئی '' أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ '' پڑھے گا تو اس کے معنی معاذ اللہ یہ ہوں گے کہ جن پر میں نے احسان کیا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ نماز فاسد ہو جائے گی، لہذا قرآن مجید کے حروف والفاظ پر اعراب لگانے کی جب ضرورت محسوس کی گئی تو حجاج بن یوسف ثقفی (المتوفی ۹۶ھ) نے قرآن مجید میں اعراب لگوائے اور ایک روایت میں خلیفہ عبد الملک بن مروان (المتوفی ۸۶ھ) کے زمانہ میں اس کی درخواست سے امیر المومنین سیدنا مولی علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید حضرت ابوالاسود دؤلی نے لگائے۔ (حوالہ فتاوی رضویہ، مطبوعہ رضا اکیڈمی،

بمبئی، جلد۱۲،ص۲۱)

الختصر! قرآن مجید میں اعراب لگانا ایسی سخت ضرورت ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ۔ اور یہ اعراب قرآن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھے۔اور یہ ایسی بدعت ہے کہ جس کے بغیر چارہ نہیں لہذا ملت اسلامیہ کے فقہاء نے اسے نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اس کو واجب فرمایا ہے لہذا یہ بدعت واجب ہے۔

اگر منافقین زمانہ صحیح معنی میں بدعت کے مخالف ہیں اور ان کے نزدیک ہر بدعت گمراہی ہے،تو ان پر لازم ہے کہ جس قرآن مجید کے نسخے میں اعراب لگے ہوئے ہوں،ان کو ہاتھ تک نہ لگائیں اور پورے قرآن سے اعراب مٹادیں۔

حدیث شریف کا فرمان

ہر نیک اور جائز کام کے لیے قرآن مجید سے صریح حکم کا مطالبہ کرنا نری جہالت ہے۔ ہر فعل کا الگ الگ اور صراحت سے حکم قرآن مجید میں نہیں پایا جاسکتا بلکہ لاکھوں کی تعداد میں وارد احادیث کریمہ میں بھی پایا جانا مشکل ہے اسی لیے تو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

''رَوَى الْبَـزَّارُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : مَـا أَحَـلَّ الـلّٰهُ فِي كِتَابِهٖ فَهُوَ حَلَالٌ وَ مَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ ، وَ مَا سَكَتَ عَـنْـهُ فَهُـوَ عَـفْـوٌ، فَـقَابِلُوا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَّتَهٗ ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيَنْسٰى شَيْئًا ، ثُمَّ تَلَا ﴿ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾ قَالَ الْبَزَّارُ : إِسْنَادُهٗ صَالِحٌ ۔ وَ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ ۔ ''

(حوالہ: البدعة الحسنة اصل من اصول التشريع ، ص ١٠٨)

ترجمه

''حضرت بزار نے حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا کہ انھوں نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو حلال فرمایا ہے، وہ حلال ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو حرام فرمایا ہے، وہ حرام ہے، اور جس امر کے تعلق سے سکوت فرمایا ہے (یعنی نہ حلال کیا گیا نہ حرام) وہ معاف ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، پس بیشک اللہ تعالیٰ کبھی کوئی چیز فراموش نہیں کرتا، پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ﴿ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴾ (سورۂ مریم، آیت ٦٤، پارہ ١٦) یعنی تیرا رب بھولنے والا نہیں۔'' (بزار نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں اور حاکم نے بھی اسے

صحیح فرمایا ہے۔)

ایک اور حدیث

''وَ رَوَی الدَّارُ قُطْنِیُ عَنْ أَبِی ثَعْلَبَةَ الْخَشْنِیُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضِیْعُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا ، وَ حَرَّمَ أَشْیَاءً فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا ، وَ سَكَتَ عَنْ أَشْیَاءٍ رَحْمَةً بِكُمْ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔''

(حوالہ: البدعة الحسنة اصل من اصول التشریع ، ص ۱۰۸)

ترجمہ

''اور دارقطنی نے حضرت ابوثعلبہ خشنی سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض فرض کیے ہیں تو انہیں مت چھوڑو، اور کچھ حدیں مقرر فرمائی ہیں تو اس سے آگے مت بڑھو، اور کچھ چیزیں حرام فرمائی ہیں تو اسے مت کرو اور کچھ چیزوں سے خاموشی اختیار فرمائی ہے اور یہ خاموشی اختیار کرنا تم پر رحم کرتے ہوئے بغیر بھولے ہے۔ تو ان معاملوں کے پیچھے مت پڑو۔''

مندرجہ بالا دونوں احادیث کریمہ صاف حکم فرمارہی ہیں کہ

☆ **اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام فرمایا ہے، وہ حرام ہیں۔**

☆ **اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حلال فرمایا ہے، وہ حلال ہیں۔**

لیکن قرآن مجید میں جن کاموں کے متعلق صریح اور صاف وضاحت نہیں فرمائی گئی کہ یہ کام حلال ہیں یا حرام؟ بلکہ ان کاموں کے تعلق سے سکوت فرمایا گیا ہے، وہ کام معاف ہیں، لیکن ان کاموں میں صرف اتنا ہی دیکھا جائے گا کہ ان کاموں کے کرنے سے شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی نہ ہونی چاہیئے یا ان کاموں کے کرنے سے کوئی سنت ختم نہ ہوتی ہو۔

ایک ضروری بات کی طرف قارئین کرام کی توجہ درکار ہے کہ مندرجہ دونوں احادیث میں سے دوسری حدیث کے جو الفاظ ہیں کہ ’’ وَ سَـكَـتَ عَـنْ أَشْيَـاءٍ رَحْـمَةً بِـكُـمْ مِـنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔ ‘‘ یعنی ’’اور خاموشی اختیار کرنا، تم پر رحم کرتے ہوئے ہے، بغیر بھولے۔‘‘ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ کاموں کے تعلق سے سکوت اختیار فرمایا ہے، وہ بھول کر نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولنے سے پاک ہے۔ بلکہ ہم پر رحم و کرم فرماتے ہوئے سکوت فرمایا ہے۔ اگر ان کاموں کو واجب یا فرض کر دیا گیا ہوتا، تو اس کے کرنے

کی ذمہ داری اور فکر لازم آتی اور اس کے ترک پر گناہ کا جرم عائد ہوتا اور اگر ان کاموں کو ناجائز یا حرام قرار دیا گیا ہوتا تو اس سے بچنے اور اس سے اجتناب کا التزام کرنا پڑتا اور اس کے کر لینے سے خلاف شرع کام کا ارتکاب، بلکہ گناہ صادر ہوتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل میں کچھ کاموں کے تعلق سے کسی قسم کا صریح حکم نازل نہیں فرمایا۔ لہذا ہم پر لازم ہے کہ ایسے کاموں کے بارے میں زیادہ جھک جھک اور بک بک نہ کریں اور نہ ہی ان کاموں کے بارے میں کرید کرید کر ہندی کی چندی کریں۔ کیونکہ حدیث شریف میں صاف حکم ہے کہ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا۔ یعنی ’’ان معاملوں کے پیچھے مت پڑو‘‘

لہذا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر دی جانے والی اذان کے مسئلہ میں جب جواز کی اتنی ساری دلیلیں موجود ہیں اور یہ کام فی نفسہ اچھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل ہے، تو ایسے جائز اور مستحب کام کو صرف ضد اور عناد کی بناء پر کھینچ تان کر ناجائز اور بدعت قرار دینے کی سعی بیجا کرنا سراسر حدیث کے فرمان کی خلاف ورزی ہے اور ایسے جائز و مستحب کام کے سلسلہ میں جھگڑا، فساد، مار پیٹ، گالی گلوج جیسے رذیل افعال کا ارتکاب کر کے تفریق بین المسلمین یعنی مسلمانوں میں آپس میں

پھوٹ ڈالنا اور فتنہ برپا کرنا نا قابل معافی جرم ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو اچھی بدعت کہا:

دور حاضر کے منافقین بات بات میں ''بدعت، بدعت'' کا واویلا مچاتے ہیں اور ''ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے'' کا شور برپا کرتے پھرتے ہیں۔ اوراق سابقہ میں ہم نے بدعت واجب کا تذکرہ کیا ہے جس میں صاف ثابت ہو گیا ہے کہ کچھ بدعات واجب بھی ہوتی ہیں۔

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین غیظ المنافقین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک نئے کام کو ''بدعت'' اور وہ بھی ''اچھی بدعت'' فرمایا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :

''عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیْ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَیْلَۃً فِی رَمْضَانَ إلَی الْمَسْجِدِ فَإذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ فَیُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِہٖ وَ یُصَلِّی الرَّجُلُ فَیُصَلِّی بِصَلَاتِہِ الرَّھْطُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ اللّٰہِ إنِّی لأرٰی لَوْجَمَعْتُ ھٰؤُلَاءِ عَلٰی قَارِئٍ وَاحِدٍ لَکَانَ أمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَھُمْ عَلٰی أبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَہٗ لَیْلَۃً أخْرٰی وَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ

بِصَلاَةِ قَارِئِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ ... الخ''

ترجمہ

''حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد پہنچا تو لوگ الگ الگ نمازیں پڑھ رہے تھے۔ ہر شخص اپنی اپنی نمازیں پڑھ رہا ہے، تو عمر بن خطاب نے فرمایا قسم خدا کی میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان لوگوں کو ایک امام پر جمع کر دوں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ پھر عمر بن خطاب نے ارادہ فرمایا اور ابی بن کعب کو امام مقرر فرما دیا۔ راوی کہتے ہیں پھر میں عمر بن خطاب کے ساتھ دوسری رات مسجد پہنچا تو لوگ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر عمر بن خطاب نے فرمایا'' **کیا ہی عمدہ ہے یہ بدعت**''...۔ (حوالہ: السنن الکبری للبیهقی، کتاب الصلاة، باب قیام شهر رمضان، ۲/۴۹۳، دار المعرفة، بیروت، لبنان)

اس حدیث کے الفاظ'' نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ''یعنی'' **کیا ہی عمدہ ہے یہ بدعت ہے**'' غور طلب ہیں۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی نماز با جماعت پڑھنے کو اچھی بدعت فرمایا۔ لہٰذا ہم اس ضمن میں طویل

بحث نہ کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ ہر بدعت بری نہیں۔بعض بدعات اچھی بھی ہیں اور بعض بدعات تو ایسی ضروری ہیں کہ ہمارے دینی معاملات میں ایسی گھل مل گئی ہیں کہ ان بدعات کے ارتکاب کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔مثلاً:قرآن مجید میں اعراب، مساجد میں حوض، وضو کے لیے پانی کے نل وغیرہ، علاوہ ازیں کتب احادیث کو ترتیب دینا، اس کی طباعت واشاعت، کتب اصول حدیث، کتب اصول فقہ کو ترتیب دینا، اس کی طباعت واشاعت، اصول حدیث اور اصول فقہ کا علم، صرف و نحو کی تعلیم اور صرف ونحو کی کتابیں لکھنا، مرتب کرنا، چھاپنا، وغیرہ ہزاروں بدعات ایسی ہیں جن کا ہمارے کئی دینی معاملات کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ جیسا سابقہ ہے۔

منافقین زمانہ صرف عظمت انبیاء واولیاء سے اور فلاح مومنین کے تعلق سے کیے جانے والے کاموں پر ہی بدعت کا فتویٰ تھوپتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود ہزاروں بدعات کے ارتکاب میں ملوث بلکہ غرق ہیں۔

بقول رشید احمد گنگوہی بخاری شریف کا ختم بدعت نہیں :

منافقین پیدا کرنے والی فیکٹری یعنی دار العلوم دیوبند میں ہر سال بخاری شریف کا ختم ہوتا ہے۔علاوہ ازیں کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنے کے تعلق سے وہابی دیوبندی جماعت کے امام ربانی اور تبلیغی جماعت کے بانی مولوی

الیاس کاندھلوی کے استاذ و پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں :

سوال :

''کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور بدعت ہے یا نہیں ؟''

جواب :

''قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کا اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں۔ فقط رشید احمد عفی عنہ'' (حوالہ: فتاوی رشیدیہ، مبوب بطرز جدید، ناشر مکتبہ تھانوی، دیوبند، ص ۱۶۶)

قارئین کرام سے مودبانہ التماس ہے کہ اس فتوے کا بنظر عمیق مطالعہ فرمائیں۔ اس فتوے کے حسب ذیل جملے غور طلب ہیں۔

■ **قرون ثلثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی، مگر اس کا ختم درست ہے۔**

اس جملے میں صاف اقرار کیا گیا ہے کہ قرون ثلثہ یعنی صحابہ کرام، تابعین

عظام اور تبع تابعین کے زمانہ میں بخاری شریف تالیف نہ ہونے کی وجہ سے بدعت ہونے کے باوجود اس کا ختم درست ہے۔ کیوں؟

اس لیے کہ ہر سال دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف کا ختم بڑے اہتمام اور نمود و نمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔

■ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

تو ہم بھی میت کو دفن کرنے کے بعد جو اذان دیتے ہیں، وہ اذان ذکر خیر نہیں تو اور کیا ہے؟ اذان کے تمام جملے ذکر اللہ، ذکر رسول اور دعوت نیکی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے یقیناً اور بلا شک وشبہ ذکر خیر ہی ہیں اور اس طرح اذان کے ذریعہ ذکر خیر کرنے کے بعد ہم میت کے لیے منکر نکیر کے سوالات کے جوابات دینے میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول ہوگی اور مردہ ثابت قدم رہ کر نکیرین کو صحیح جواب دے گا کیونکہ ''ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔''

■ اس کا اصل شرع سے ثابت ہے۔ بدعت نہیں۔

تو اذان قبر کا اصل بھی شرع سے ثابت ہے۔ اس کتاب میں درج دلیل نمبر

۱،۲،اور۳ سے اذان قبر کا شرع سے ثابت ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔لہذا یہ بھی بدعت مذمومہ کے حکم میں نہیں۔

الحمدللہ! منافقین زمانہ کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے ختم بخاری کے بدعت نہ ہونے کے فتوی پر منطبق کر کے اذان قبر بھی بلاشک وشبہ بدعت نہیں۔

المختصر! ہم اذان قبر کے ذریعہ اپنے مسلمان میت کی اعانت کرتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنا بحکم حدیث محمود اور ماجور ہے۔

فہرست عناوین